شیخ غازی عزیر حفظہ اللہ تعالیٰ

نقد و تحقیق
(قسط ۳ آخری)

مناقب امام ابوحنیفہؒ کی روایات پر ایک نظر

علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی رحمہ مناقب امام ابوحنیفہؒ کی ان روایات پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

"ان تعصب کے مارے ہوئے لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ کے مناقب میں ازخود حکایات گھڑلیں، بلکہ اس بات کو جائز قرار دے لیا کہ اس بارے میں احادیث گھڑی جائیں۔ مثال کے طور پر" یکون فی امتی رجل اسمہ النعمان وکنیتہ ابوحنیفۃ ھو سراج امتی، ھو سراج امتی، ھو سراج امتی.....!" عجمیوں نے اس افتراء کو ہاتھوں ہاتھ لیا، اور اس کے متعدد طرق پیدا کر لیے، پھر علمائے حنفیہ نے انھیں قبول کیا اور ان سے احتجاج کیا[1] الخ"

چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ کتاب" جامع المسانید الامام الاعظم" للخوارزمی[2] میں اس قبیل کی متعدد روایات بطرقِ متعددہ موجود ہیں۔ راقم نے خود ان جملہ روایات کا جائزہ لیا ہے، اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ان میں سے کوئی طریق بھی صالح اور قابلِ احتجاج نہیں ہے۔

بعض لوگوں کے لیے بس ان روایات کا "جامع المسانید" للخوارزمی میں موجود ہونا ہی کافی دلیل ہے۔ مثال کے طور پر ہم یہاں شارح صحیح البخاری علامہ بدرالدین عینی حنفیؒ اور مولوی زاہد کوثری حنفی مرحوم کے نام پیش کرتے ہیں کہ جنھوں نے ان تمام ناقابلِ احتجاج روایات پر آنکھ بند کر کے اعتماد کیا ہے، اور جن محدثینِ عظام نے ان روایات پر نقد و جرح کر کے امتِ مسلمہ کو اس گمراہی سے بچانے کی سعی فرمائی، انھیں متعصب گردانا ہے، چنانچہ ماضی قریب

---

[1] التنکیل بما فی تانیب الکوثری ج ۱ ص ۲۰ [2] جامع المسانید ج ۱ ص ۱۴-۱۵

کے مشہور حنفی عالم ملا زاہد کوثری فرماتے ہیں :

"اس حدیث کے کثیر طرق کو بدر العینی نے اپنی "تاریخ الکبیر" میں ذکر کیا ہے اور فرماتے ہیں : یہ حدیث ، جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں، مختلف طرق اور متونِ متبانیہ سے مروی ہے ۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرنے والے رواۃ بھی متعدد ہیں ۔ یہ تمام چیزیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے، اگرچہ بعض محدثین بلکہ اکثر محدثین اس کا انکار کرتے ہیں ۔ اور بعض نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ روایات موضوع ہیں ۔ غالباً یہ دعویٰ انھوں نے تعصب کے زیرِ اثر کیا ہے ۔ حدیث کے اکثر رواۃ علماء اور خیر الامم میں سے ہیں، لہٰذا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمداً جھوٹ بولنا ان کے احوال سے مطابقت نہیں رکھتا" [1]

علامہ بدر الدین عینی کا یہ کلام اور علامہ زاہد کوثری کی طرف سے اس کی تائید فرمایا جانا مقامِ صد افسوس ہے ۔ علامہ عینی و کوثری نے بلا تحقیق امام ابوحنیفہؒ کے مناقب میں بیان کی جانے والی ان تمام موضوع روایات کو اس طرح قبول کیا ہے گویا وہ مسلّمہ بلکہ متواترہ ہوں ۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ، علامہ عبد الرحمٰن المعلمی الیمانیؒ کو کہ جنھوں نے "التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل" [2] میں اس حدیث کے جملہ طرق پر خوب سیر حاصل بحث کی ہے ، اور علامہ عینی و کوثری کے مذکورہ بالا دعاوی کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے ۔

راقم کے نزدیک علامہ کوثری کے مذکورہ بالا اقتباس میں چند واضح اغلاط و اوھام یہ ہیں :

۱ ۔ فرماتے ہیں : "یہ حدیث ، جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں مختلف طُرق اور متونِ متبانیہ سے مروی ہے " ۔۔۔ اگر علامہ کوثری یہاں "مختلف" کے بجائے "مختلق" لکھتے تو زیادہ مناسب بات ہوتی ، جیسا کہ مذکورہ بالا سطور میں بدلائل واضح کیا جا چکا ہے ۔

۲ ۔ فرماتے ہیں : "یہ تمام چیزیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے !" ۔۔۔ یہ دعویٰ بھی محتاجِ دلیل ہے ۔ جہاں تک متعدد طُرق کے باعث اس کی تقویت

---

[1] التانیب للکوثری صفحہ ۳۰ ۔ [2] التنکیل بما فی تانیب الکوثری ج ۱ ص ۴۴۶-۴۴۹ ۔

کا سوال ہے، تو وہ بھی اصولاً درست نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک حنفی عالم حافظ جمال الدین زیلعیؒ کے مندرجہ ذیل اقتباس سے مستفاد ہوتا ہے:

"اور احادیثِ جہر نمازہ میں بآوازِ بلند بسم اللہ پڑھنے) کی روایات اگرچہ بہت ہیں لیکن وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ اور کتنی ہی روایات ہیں، جن کے راوی بہت ہیں، اور ان کے طُرق متعدد ہیں، مگر حدیثیں ضعیف ہیں۔ مثلاً حدیثِ طیر، حدیث افطر الحاجم اور حدیث "من کنت مولاہ فعلیؓ مولاہ"۔ بلکہ اکثر اوقات تو کثرتِ طُرق، بجائے اس کے کہ نقصانِ ضعف کو پورا کرے، اس ضعف کو اور آشکارا کر دیتا ہے"[1]

نیز شارح ترمذیؒ محدثِ شہیر علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ فرماتے ہیں:

"اگر ضعف شدید ہو، یعنی اس کا کوئی طریق کذّاب یا متّہم راوی سے خالی نہ ہو (جیسا کہ ان روایات کا معاملہ ہے) تو تعددِ طُرق کا لحاظ نہیں کیا جاتا"[2]

خود علامہ کوثری اپنے "مقالات" میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"تعددِ طُرق ضعیف حدیث کو مرتبۂ حسن تک پہنچا دیتا ہے، بشرطیکہ رُواۃ میں ضعف حفظ اور ضبط کی جہت سے ہو، تہمتِ کذب کے باعث نہ ہو۔ کیونکہ کثرتِ طُرق اس کے علاوہ اور کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا"[3]

پھر نہ معلوم علامہ کوثری نے یہاں اپنے اس معیار کو کس مصلحت کے پیشِ نظر بدل دیا ہے، جب کہ زیرِ بحث احادیث کے بیشتر رُواۃ "کذب" اور "وضع" کے لیے متہم ہیں۔ تعددِ طُرق سے ضعیف حدیث کی تقویت پر تفصیلی بحث کے لیے مصطلحات الحدیث کی کتب، نیز راقم کی مستقل کتاب "ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حیثیت" کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔

علامہ اسماعیل عجلونی رحؒ نے زیرِ مطالعہ حدیث کے تعددِ طُرق پر بحث کرتے ہوئے نہایت فیصلہ کن انداز میں تحریر فرمایا ہے:

"میں کہتا ہوں اگرچہ یہ حدیث متعدد طُرق سے مروی ہے، لیکن پھر بھی غیر صالح

---

[1] نصب الرایہ للزیلعی ج ۱ ص ۳۵۹-۳۶۰ [2] مقدمہ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ص ۱۵۲
[3] مقالات للکوثری ص ۳۹۔

ہے۔ ٹھیک اسی طرح، جس طرح کہ حدیث "من حفظ من امتی اربعین" تعددِ طُرق کے باوجود ضعیف ہے" ۔ ؎۱

۳۔ مزید فرماتے ہیں: "اور بعض نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ روایات موضوع ہیں۔ غالباً یہ دعویٰ انھوں نے تعصب کے زیرِ اثر کیا ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دعویٰ "بعض محدثین" نے نہیں۔ بلکہ تمام محدثین نے کیا ہے، نیز محدثین کرام میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ تعصب کے زیرِ اثر نہیں کیا، بلکہ اصولِ حدیث کے مدوّن، مشہور اور مسلّمہ فنون کے عین مطابق کیا ہے۔ ان کے برخلاف علامہ عینی و کوثری نے گروہی تعصب میں ڈوب کر بلا تحقیق ہی جلیل القدر محدثین کی ان مساعیٔ جمیلہ کو مطعون کرنے کی کوشش کی ہے، فانا للہ۔ الخ!

۴۔ اور فرماتے ہیں: "حدیث کے اکثر رُواۃ علماء اور خیر الامم میں سے ہیں۔ الخ"۔ یہ دعویٰ بھی التباس و اباطیل کی شاندار مثال ہے۔ رُواۃِ حدیث کے احوال و کوائف اوپر بیان کیے جا چکے ہیں۔ ان میں سے کچھ کذاب و وضاع ہیں، تو کچھ سارق و متروک الحدیث۔ کچھ اختلاق کے موذی مرض میں مبتلا ہیں، تو کچھ سرے ہی سے مجہول و گمنام ہیں۔ اگر انھی رواۃ کو "علماء" اور "خیر الامم" کہا جاتا ہے، تو پھر "بے دین" اور "اشرار الامم" شاید کوئی دوسری ہی مخلوق ہوتی ہوگی۔ اب قارئین کرام کا کام ہے کہ اس دعویٰ کی حقیقت کو سمجھیں اور فیصلہ فرمائیں۔ وقانا اللہ عن اتباع الھوٰی ونسأل اللہ الصون والسلامۃ۔

پس معلوم ہوا کہ جملہ محدثین کرام اور فقہاء میں سے کسی کی شان اس سے وراء ہے کہ ان کے فضل و بزرگی کو ثابت کرنے کے لیے موضوع احادیث سے سند لائی جائے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مناقب میں جن بعض اہلِ علم حضرات نے مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں، ان میں سے کسی نے ان موضوع روایات کو اپنی کتب میں بار نہیں دیا ہے۔ مثال کے طور پر ان فضلاء میں سے ابو جعفر الطحاویؒ اور صاحب طبقات الحنفیہ علامہ محی الدین قرشیؒ وغیرہ کے نام پیشِ خدمت ہیں۔ انھی سطور کے ساتھ زیرِ نظر مضمون اختتام کو پہنچا۔ اللّٰھم وفقنا للھدٰی واعصمنا من اسباب الجھل والردیٰ سلمنا من آفات النفوس فانھا شر العداء، واغفرلنا ولوالدینا ولجمیع المسلمین الاحیاء والمیتین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علیٰ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین!

؎۱ کشف الخفاء ومزیل الالباس للعجلونی ج ۱ ص ۳۰۔